سلسلہ نمبر ۲۸ قسط : ۱

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

منہاج السنۃ اِزالۃ الخفاء اور عباسی صاحب کی خیانتیں

عباسی صاحب نے اپنی تحریرات میں ابنِ تیمیہؒ کی منہاج السنۃ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی ازالۃ الخفاء کے حوالے دیے ہیں اور غلط فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی ہے جبکہ اِن تصانیف کی وجہ کیا تھی وہ بھی ذہن میں رکھنی ضروری ہے۔

ابنِ تیمیہؒ نے منہاج السنۃ، شیخ رافضہ ابومنصور حسن بن یوسف ابن مطہر حلی شیعی (۶۴۸ھ۔ ۷۲۶ھ) کی کتاب ''**منهاج الاستقامة فى اثبات الامامة**'' کے جواب اور اُس کے رَد میں لکھی ہے۔ ابن مطہر محقق طوسی [۱] کا شاگرد تھا۔ اپنے دَور میں شیعوں میں وہ علامہ کے لقب سے معروف تھا۔ اُس کا وطن ''**حله سيفيه**'' تھا۔ یہ نجف اور خار کے درمیان فرات کے کنارے ایک بستی تھی۔ اِس شخص کی تصنیفات نوے سے زیادہ تھیں جو ایک سو بیس جلدوں میں تھیں۔ رجالِ شیعہ کی کتابوں میں ذکر ہے کہ پانچ سو جلدیں صرف اِس شخص کے اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی بتلائی گئی ہیں، باقی جو اِس نے بولی اور دُوسروں نے لکھی ہیں وہ اِن کے علاوہ ہیں۔ اُس نے یہ کتاب شاہ جایتو خدا بندہ کے لیے لکھی تھی۔ اَلْجَایِتُوْ یا اَوْلْجَائِتُوْ خدا بندہ غیاث الدین محمد بن اَرغون بن ابغان بن ہلاکو بن طلو بن چنگیز خان تھا۔

خدا بندہ کا بھائی سنی تھا، اُس کا نام غازان یا قازان تھا، اُس سے ابنِ تیمیہ کی ملاقاتیں ہوئی ہیں۔

---

[۱] طوس، نیشاپور کے قریب ہے۔ محقق طوسی ۵۹۷ھ میں پیدا ہوا۔ ۶۷۲ھ بغداد میں اِس کا انتقال ہوا، وہیں مدفون ہوا۔ (**وليطالع لسان الميزان ج ۲ ص ۳۱۷**)

اُس کی حکومت ۶۹۴ھ سے قائم ہوئی اور شوال ۷۰۳ھ میں اُس کی وفات کے بعد خدا بندہ حاکم اعلیٰ ہو گیا۔ وہ کچھ عرصہ سنی رہا پھر ابن مطہر سے متاثر ہو کر شیعہ ہو گیا، وہ ابن مطہر کو سفر میں بھی ساتھ رکھتا تھا۔

خدا بندہ نے حکم نامہ جاری کیا کہ خطبات میں ائمہ اثنا عشرہ [1] کے نام لیے جائیں۔ شاہراہوں کے نام اِن ہی کے ناموں پر رکھے جائیں۔ مساجد کی چہار دیواری پر اور جہاں جہاں لوگ زیادہ ہوتے ہوں وہاں ائمہ اثنا عشرہ کے نام لکھے جائیں۔

ابن تیمیہ ؒ کو اِس کا جتنا بھی دُکھ ہو کم تھا۔ اُنہوں نے اِس کی کتاب کا نام لیے بغیر اِس کا اور اُس دَور کے شیعوں کے مضامین کا جگہ جگہ قَالَ الرَّافِضِیُّ (رافضی نے یہ کہا) لکھ کر اُس کا رَد کیا ہے۔ ایسے موقع پر ظاہر ہے کہ انہیں مناقب خلفاء ثلثہ ہی کثرت سے ذکر کرنے چاہییں تھے۔ وہ انہوں نے کیے ہیں اور رافضی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جو جھوٹی تعریف کی تھی اُسے غلط ثابت کیا ہے۔ موقع محل کا تقاضا تو یہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب سے سکوت کیا جائے۔ لیکن اُنہوں نے مسلک اہلِ سنت کے مطابق چلتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر کیا ہے اور اِنہیں جا بجا خلیفہ رابع ہی لکھا ہے۔

بالکل ایسے ہی حالات زوالِ سلطنتِ مغلیہ کے وقت ہندوستان میں ہو گئے تھے۔ وزراء کا حکم چلتا تھا اور بادشاہ محض نام کا ہوتا تھا۔ اُس دَور میں حضرت شاہ صاحبؒ نے "قرۃ العینین" لکھی پھر ازالۃ الخفاء لکھی۔ وجہ تالیف کا ذکر کرتے ہوئے وہ تحریر فرماتے ہیں :

> باید دانست کہ مذہبِ حق اشاعرہ شکر اللہ مساعیہم بمتابعت صحابہ و تابعین بآں رفتہ اند تفضیل ابوبکر صدیق و عمر فاروق ست بر غیر ایشاں از صحابہ چہ علی مرتضی و چہ حسنین رضی اللہ عنہم اجمعین۔ واز عجائب اُمور آں ست کہ ایں مسئلہ در زمانِ سلف از اجلی بدیہیات بود کہ ہیچ عاقل دراں شک نمی کرد الاقومے از مبتدعاں کہ تتبع آثار صحابہ و تابعین شیمہ ایشاں نباشد۔ الآن از اخفٰی نظریات گشت کہ جز بہ تتبع بلیغ واستحضار جملہ کثیرہ از سنن و جز بفکرِ دُرست واعمال آراء قویہ بفہم آں نتواں رسید وسببش در آمدن بسیاری از علوم مستحدثہ است در شریعت وشدت رواج آنہا۔ (تمہید نسخہ قلمی قرۃ العینین ص ۲ حاشیہ ۲)

---

[1] بارہ امام

جاننا چاہیے کہ مذہبِ حق جو اشاعرہ کا ہے (اللہ تعالیٰ اِن کی کوششوں پر اِنہیں جزائے خیر دے) وہ صحابہ کرامؓ اور تابعین کی پیروی میں یہ ہے کہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق سب صحابہ سے افضل ہیں۔ چاہے وہ علی مرتضٰی ہوں چاہے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہم۔ اور عجائبات میں یہ بات ہے کہ یہ مسئلہ اَسلاف کے زمانہ میں ایک واضح (بدیہی) ترین مسئلہ تھا۔ کوئی بھی ذی عقل شخص اِس میں شک نہیں کرسکتا تھا سوائے اُن لوگوں کے جو ایسی بدعت میں مبتلا تھے کہ صحابہ و تابعین کی روایات کی پیروی اُن کا شیوہ ہی نہیں (یعنی شیعہ)۔ یہ واضح ترین مسئلہ اُس وقت ایسا نظری غور طلب اور اخفی (بالکل چھپا ہوا) بن گیا ہے کہ نہایت درجہ تلاش سے روایات کا بڑا ذخیرہ سامنے لائے بغیر اور صحیح اندازِ فکر اور قوی رائے سے کام لیے بغیر اِسے سمجھنا ممکن نہیں رہا جس کی وجہ یہ ہے کہ نئی نئی معلومات دین کی شکل میں ہم میں داخل ہوئیں اور رواج پکڑ گئیں (تو ذہن اِس کے سوا کسی دُوسری چیز کو قبول نہیں کرتا)۔

گویا جن حالات میں ابنِ تیمیہؒ نے منہاج السنہ لکھی۔ اِسی طرح کے حالات شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے زمانہ میں بھی تھے۔ اِس لیے دونوں ہی نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اَحوال پیش کرنے اور اُن کی افضلیت ثابت کرنے میں اپنی پوری قوت صرف کی ہے اور اُن سے حضرت علیؓ کے درجہ کی کمی ثابت کی ہے لیکن اہلِ سنت کے طریقہ پر اِس حال میں بھی چلتے رہے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب ضرور ذکر کیے ہیں۔ اِنہیں امیر المؤمنین اور خلیفۂ رابع ہی لکھا ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کے بعض مضامین منہاج السنہ کے مضامین سے ملتے ہیں۔ جو موقف ابن تیمیہؒ نے اختیار کیا ہے متعدد جگہ شاہ صاحب نے بھی وہ لے لیا ہے اگرچہ شاہ صاحبؒ کی کتاب ازالۃ الخفاء مستقل کتاب ہے جو اُن کی ذاتی تحقیقات سے لبریز ہے رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجَزَاهُ عَنَّا خَيْرَ الْجَزَآءِ .

غرض اِن حضرات کی یہ کتابیں شیعوں کے مقابلہ میں لکھی گئی ہیں۔ شیعہ حضرت علیؓ کو حضرت ابوبکرؓ سے بھی برتر ثابت کرتے ہیں اور یہ حضرات مسلک اہلِ سنت پیش کرتے ہیں تو علی الترتیب خلفاء کرام کا ذکر کرتے ہیں اور بہ نسبت حضرت علیؓ کے اِن حضرات کی فضیلت بیان کرتے ہیں اور افضلیت جب ذکر کی جاتی

ہے تو حضرت علیؓ کی مفضولیت بھی لکھتے ہیں۔ لیکن یہ تحریرات خلفاء ثلاثہ کے تقابل کے ذیل میں آئی ہیں نہ کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے تقابل میں۔ حضرت علیؓ حضرت معاویہؓ سے بالاجماع مقدم اور افضل واعلیٰ ہیں۔ وہ بالغ ہی اسلام کی حالت میں ہوئے ہیں۔ مکلّف ہونے کے بعد اُن کا کوئی وقت کفر میں نہیں گزرا، ہمیشہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔ عشرہ مبشرہ میں ہیں، اہل بدر ہیں، بیعتِ رضوان سے مشرف ہوئے، جناب رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں۔ غرض بہت بڑی خصوصیات کے حامل ہیں، اِن کے مقابلہ میں حضرت معاویہؓ بہت چھوٹے ہیں، وہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے۔ اور قرآنِ پاک میں ارشاد ہے :

لَایَسْتَوِیْ مِنکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا. (سورة الحدید پ ۲۷ رکوع ۱)

''تم میں وہ لوگ برابر نہیں ہیں جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خدا کی راہ میں خرچ کیا اور جہاد کیا وہ لوگ اُن لوگوں سے درجہ میں بڑے ہیں جنہوں نے اِس کے بعد سے خرچ کیا اور جہاد کیا۔''

عباسی صاحب نے مغالطہ دینے کے لیے ابن تیمیہؒ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی ایسی عبارتیں جو اُنہوں نے خلیفۂ رابع اور اُن سے پہلے خلفاء ثلٰثہ کے تقابل میں لکھی تھیں، جن میں مناظرانہ انداز بھی ہے وہ عباسی نے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے تقابل میں استعمال کی ہیں۔ یہ اُن کی مغالطہ امیزی ہے۔

چنانچہ اُنہوں نے خلافتِ معاویہ ویزید میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی دو عبارتیں نقل کی ہیں۔

(۱) خلافت برائے حضرت مرتضٰی قائم نہ شد زیرا کہ اہل حل وعقد عن اجتہاد ونصیحۃ للمسلمین بیعت نہ کردہ۔ (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۲۷۹۔ خلافتِ معاویہ ویزید ص ۵۳)

''خلافت حضرت مرتضٰی کے لیے قائم نہ ہوئی کیونکہ اہل حل وعقد نے اپنے اجتہاد سے اور مسلمانوں کی نصیحت کی غرض سے بیعت اِن سے نہیں کی۔''

پھر خلافتِ معاویہ ویزید ص ۵۴ پر عباسی صاحب نے دُوسری عبارت میں اِن حضرات کا دُوسرا شبہ نقل کیا ہے جو ازالۃ الخفاء میں اِسی صفحہ پر لکھا ہوا ہے۔

(۲) دوم آنکہ قصاص حق ست وحضرتِ مرتضٰی قادرست براخذ قصاص ذی النورین و اخذ آں نمی کند بلکہ مانع آن ست۔ وحضرتِ مرتضٰی نیز بخطائے اجتہادی حکم فرمود۔
(ازالۃ الخفاء ج۲ ص۲۷۹)

''دوسرا شبہ یہ تھا کہ قصاص لینا حق ہے اور حضرتِ مرتضٰیؓ حضرتِ ذی النورینؓ کا قصاص لینے پر قدرت رکھتے ہیں اور قصاص نہیں لے رہے بلکہ اِس کے مانع ہو رہے ہیں۔ (حضرت طلحہؓ وغیرہم کا دُوسرا شبہ یہ تھا لیکن اِس میں وہ برخطاء تھے) اور حضرتِ مرتضٰیؓ نے بھی یہی فتوی دیا ہے کہ یہ حضرات (حضرت عائشہ وطلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم) خطاء اجتہادی کر رہے ہیں۔''

اِس کے بعد حضرت شاہ صاحبؒ نے اَخْرَجَ اَبُوْبَکْرٍ الخ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فتوی نقل کیا ہے کہ آپ سے اہلِ جمل کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ کیا وہ مشرک ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ شرک سے وہ بھاگے ہیں۔ پوچھا گیا کیا وہ منافق ہیں؟ فرمایا کہ منافقین تو خدا کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔ پوچھا گیا پھر یہ لوگ کیا ہیں؟ فرمایا : اِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَیْنَا ہمارے بھائی ہیں، اُنہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے۔ اُنہوں نے اپنے فتوے اور فیصلے میں مدِّ مقابل لوگوں کو باغی قرار دیا۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اُمید ہے کہ ہم اُن لوگوں کی طرح ہوں گے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا ہے :

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِھِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقَابِلِیْنَ . (سورۃ الحجر آیت ۴۷ . اِزالۃ الخفاء ج۲ ص ۲۸۰.۲۷۹)

''اور نکال ڈالی ہم نے جو اُن کے جیوں میں تھی خفگی، بھائی ہوگئے تختوں پر بیٹھے آمنے سامنے''

عباسی صاحب نے یہاں خیانت کی ہے کہ بات حکم فرمود پر ختم کر دی اور سطر کا بھی حوالہ دے دیا تاکہ ازالۃ الخفاء کی طرف جو بھی رجوع کرے اُس کا ذہن اِس سطر پر رُک جائے۔ آپ ازالۃ الخفاء اُٹھائیں، اِسی میں یہ حصہ نکالیں اور دیکھیں کہ آگے عبارت مسلسل جارہی ہے۔ آپ کو صاف نظر آئے گا کہ عباسی صاحب

نے ترجمہ میں خیانت کی ہے۔

اُنہوں نے ''وحضرت مرتضٰی نیز بخطائے اجتہادی حکم فرمود'' کا ترجمہ ''حضرت مرتضٰی ؓ نے بھی خطائے اجتہادی سے کام لیا'' کیا ہے، جو بالکل غلط ہے۔ صحیح ترجمہ میں اُوپر لکھ چکا ہوں۔ اگر خیانت نہیں ہے تو عباسی صاحب کو شاید عربی پر عبور نہ ہوگا اِس لیے آگے حضرت علی ؓ کے فتوے کی عبارت نہیں لکھی اور یہ سمجھے کہ بات یہیں مکمل ہوگئی ہے ضَلُّوْا وَ اَضَلُّوْا خود بھی کم علمی کی وجہ سے گمراہ ہوئے دُوسروں کو بھی گمراہ کیا۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے حضرت زبیر ؓ کی حضرت علی ؓ سے جمل کے میدان میں گفتگو اپنی غلطی پر متنبہ ہونے کے بعد واپس ہونا اور حضرت طلحہ ؓ کا رُجوع کہ عین وفات کے وقت اُنہوں نے حضرت علی ؓ سے بیعت اُس شخص کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کلماتِ بیعت کہہ کر (بالواسطہ) حضرت علی ؓ سے بیعت کی تجدید فرمائی، پھر آپ کی وفات ہوگئی۔ (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۲۷۹۔۲۸۰)

یہ سب کچھ لکھا ہے مگر عباسی صاحب نے فقط وہ شبہات ہی نقل کیے جو شاہ صاحبؒ نے اِن حضرات کی خطاءِ اجتہادی کے ذیل میں ذکر کیے ہیں اور اِن ہی خطاءِ اجتہادی والے شبہات کو دلیل بنا کر پیش کر دیا ہے جبکہ اِن شبہات والے صحابۂ کرام نے اِن سے رُجوع بھی کر لیا تھا۔ یہ اِن کی تحریری ہیرا پھیری کی مثال ہے۔ ایسی ہی چیزیں عباسی صاحب کے اَفکار کی بنیاد ہیں۔

عباسی صاحب کے اِسی مضمون میں ص ۵۵ پر ایک اور حوالہ کا بھی یہی حال ہے۔

سورۂ اِنَّا فَتَحْنَا کی آیت قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ کی تفسیر میں شاہ صاحبؒ نے حضرت صدیق اکبر اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما کو اِس آیت کا مصداق قرار دیا ہے کہ اِنہوں نے اَعراب (عرب بدوؤں) کو ساتھ لے کر جہاد فرمایا ہے۔ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ اُن سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے۔ یہ بات حضرت ابوبکر ؓ میں پائی جا رہی ہے۔ اِس کے مصداق نہ جنابِ رسول اللہ ﷺ ہیں، نہ حضرت علی ؓ، نہ بنواُمیہ، نہ بنوعباس۔ اِسی طرح مرتدین سے قتال کی آیت کے مصداق صدیق اکبر ؓ ہیں، حضرت علی ؓ نہیں ہیں کیونکہ اِن کا قتال یا باغیوں کے ساتھ ہوا ہے یا خوارج کے ساتھ ہوا ہے نہ کہ مرتدین کے ساتھ۔ (ازالۃ الخفاء ملخصًا ج ۱ ص ۲۷۷ و ۲۷۸)

عباسی صاحب نے خلافتِ معاویہ و یزید ص ۵۵ پر اپنے مضمون میں تاثیر پیدا کرنے کے لیے

حضرت شاہ صاحبؒ کے اِس مضمون میں سے صرف اِتنا حصہ نقل کیا ہے :

''مقاتلات وے برائے طلبِ خلافت بود نہ بجہتِ اسلام''

''حضرت علی رضی اللہ عنہ کی لڑائیاں طلبِ نفاذ خلافت کے لیے تھیں نہ کہ (کافروں سے) اسلام چاہنے کے لحاظ سے۔''

مذکورہ بالا سیاق وسباق میں سے صرف اِتنے جُملے نقل کر کے اُنہوں نے اِسے حضرت معاویہؓ سے تقابل کا ذہن پیدا کرنے کے لیے لکھا ہے جو مسلک اہلِ سنت کے بالکل خلاف ہے اور جہاں یہ جملہ حضرت شاہ صاحبؒ نے استعمال فرمایا ہے اور جن حالات اور مناظرانہ اَنداز میں یہ جملہ تحریر فرمایا ہے اِس سے مسلک اہلِ سنت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ اُنہوں نے اپنی اِسی کتاب میں اُن کے خوارج سے لڑائیوں کو اُن کی حقانیت کی دلیل بنایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کے دَورِ خلافت میں اور اُن کے ہاتھ سے فرقۂ خوارج کے خاتمہ کی اطلاع دی تھی۔ جب اُن کا سب سے بڑا سردار ''ذوالثدیہ'' نہروان میں مارا گیا۔

فَخَرَرْنَا سُجُوْدًا وَخَرَّ عَلِیٌّ مَعَنَا سَاجِدًا (ازالۃ الخفاء ج۲ ص ۲۷۷)

''ہم فوراً سجدہ ریز ہوگئے اور ہمارے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی سجدہ کیا۔''

ایسے سرکشوں کا مارا جانا حضرت علیؓ کے ہاتھوں مقدر تھا۔ جب جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ خبر دی تو اُس وقت :

قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ اَنَا ھُوَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لَا قَالَ عُمَرُ اَنَا ھُوَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لَا وَلٰکِنْ ذٰلِکَ الَّذِیْ یَخْصِفُ النَّعْلَ وَقَدْ کَانَ اَعْطٰی عَلِیًّا نَعْلَہٗ یَخْصِفُھَا.

(ازالۃ الخفاء ج۲ ص ۲۵۶)

''حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ کیا میں وہ شخص ہوں اے اللہ کے سچے رسول؟ اِرشاد فرمایا نہیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کیا وہ شخص میں ہوں اے اللہ کے رسول؟ فرمایا نہیں۔ وہ شخص وہ ہے جو میرا نعل مبارک سی رہا ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنا نعل مبارک سینے کے لیے دیا تھا۔''

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے اِسے جنابِ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے منتظر الخلافت کا

معاملہ قرار دیا ہے اور اِس حدیث کو دلیل میں پیش فرمایا ہے بحوالہ صفحۂ مذکورہ۔ عباسی صاحب اِس عبارت میں سے محض یہ جملہ ''مقاتلات وے برائے طلبِ خلافت بودنہ بجہتِ اسلام'' نقل کر کے یہ تأثر دینا چاہتے ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ خود بھی گویا اِس بات کے قائل تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت صحیح نہ تھی۔ حالانکہ حضرت شاہ صاحبؒ نے ازالۃ الخفاء کے اِسی صفحہ پر پہلے یہ تحریر فرمایا ہے :

اما آنکہ خلافت حضرت مرتضٰی منعقد شد پس ازیں جہت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہی کردند از مفارقت حضرت مرتضٰی رضی اللہ عنہ۔ (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۲۷۹)

''رہا یہ کہ حضرت مرتضٰی کی خلافت منعقد ہوگئی تھی تو وہ اِس صورت سے تھی کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت مرتضٰی سے الگ رہنے کو منع فرما دیا تھا۔''

پھر اِس کی تائید میں اُنہوں نے روایات نقل کی ہیں، کیونکہ شاہ صاحبؒ کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت نصِ حدیث سے ثابت ہے۔

پھر تین سطروں کے بعد وہ لکھتے ہیں :

اما آنکہ حضرت عائشہ وطلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم مجتہد مخطی ومعذور بودند ازاں قبیل کہ مَنِ اجْتَهَدَ وَ اَخْطَأَ فَلَهٗ اَجْرٌ وَّاحِدٌ . پس ازآنجہت کہ متمسک بودند بشبہ ہر چند دلیل دیگر ارجح از وے بود۔ (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۲۷۹)

''رہا یہ کہ حضرت عائشہ وطلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم سے خطاء اجتہادی ہوئی تھی، وہ معذور تھے تو یہ خطاء اِس قسم میں داخل ہے کہ جو کوئی مجتہد اجتہاد کرے اور اُس سے اجتہاد میں غلطی ہو جائے تو اُسے اکہرا اُجر ملے گا۔ یہ اِس لیے ہے کہ اِنہیں کچھ شبہ پیش آ گیا تھا چاہے دُوسری جانب کی دلیل اِس شبہ سے کتنی ہی راجح (قوی) تھی۔''

پھر حضرت شاہ صاحبؒ نے اِن حضرات کا وہ شبہ تحریر فرمایا ہے جو عباسی صاحب نے نقل کیا ہے۔

''خلافت برائے حضرت مرتضٰی قائم نہ شد زیرا کہ ......''

حضرت شاہ صاحب اِسے راجح نہیں بلکہ مرجوح قرار دے رہے ہیں اور عباسی صاحب اِس کے برعکس اِس سے غلط فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔

یہاں یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ امام وخلیفہ کے مقابلہ میں مجتہد مخطی کو شاہ صاحبؒ نے ''باغی'' لکھا ہے۔ اُنہوں نے بغاوت کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ ایک تو بالکل باطل ہے، دُوسری یہ ہے :

اگر آں تاویل مجتہد فیہ است نہ قطعی البطلان آں قوم بغاۃ باشند ودر زمانِ اول حکم ایں قوم حکم مجتہد مخطی بود اِنْ اَخْطَأَ فَلَهٗ اَجْرٌ . (ازالۃ الخفاء ج ۱ ص ۷)

''اگر خروج کرنے والے حضرات کی تاویل میں اجتہاد کی گنجائش ہو کہ وہ قطعی باطل نہ ہو تو یہ لوگ باغی ہوں گے اور ابتداء اسلام میں اِن حضرات کا حکم مجتہد مخطی کا تھا اِنْ اَخْطَأَ فَلَهٗ اَجْرٌ اگر غلطی ہوئی ہے تو (بھی) اکہرا اجر ہے۔''

عباسی صاحب اپنے اِس مضمون میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ جملہ کہ ''اِن کی لڑائیاں طلبِ خلافت کے لیے تھیں'' لکھ کر قارئین کے ذہن کو اِس طرف موڑ کرلے جانا چاہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ خلیفہ نہ ہوئے تھے ہونا چاہتے تھے اور اِسی حال میں آپ کی شہادت ہوگئی حالانکہ حضرت شاہ صاحبؒ نے جابجا آپ کو خلیفۂ رابع ہی لکھا ہے۔ اور آپ پڑھ ہی چکے ہیں کہ اُنہوں نے حضرت علیؓ کے مقابل حضرات کو مجتہد مخطی معذور اور باغی لکھا ہے۔ اگر اِن کی نظر میں حضرت علیؓ خلیفہ نہ تھے تو اُن کے مقابل (ایک خاص قسم کے معذور) باغی کیسے بنے؟

حضرت شاہ صاحبؒ نے ازالۃ الخفاء میں خلیفۂ سوم سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے اَحوالِ طیبہ تقریبًا اکتیس صفحات میں تحریر کیے ہیں اور خلیفۂ رابع سیّدنا علی کرم اللہ وجہہٗ کے اَحوالِ مبارکہ تقریبًا بتیس صفحات میں ہیں۔ عنوان میں بھی ایک ہی جیسے الفاظ استعمال فرمائے ہیں :

(۱) اَمَّا مَاٰثِرُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ . (ص ۲۲۰)

(۲) اَمَّا مَاٰثِرُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامِ الْاَشْجَعِیْنَ اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ (ص ۲۵۱)

اور قرۃ العینین میں بحوالہ امام نووی ؒ تحریر فرماتے ہیں :

وَاَمَّا عَلِیٌّ فَخِلَافَتُهٗ صَحِیْحَةٌ بِالْاِجْمَاعِ وَكَانَ هُوَ الْخَلِیْفَةُ فِیْ وَقْتِهٖ وَلَا

خِلَافَةَ لِغَیْرِہٖ . (قرة العینین ص ۱۴۴)

حضرت علیؓ تو اِن کی خلافت بالاجماع صحیح ہے۔ اپنے وقت میں وہی خلیفہ تھے۔ اُن کے سواء کوئی خلیفہ نہ تھا۔

اِسی طرح کی عبارتیں ابنِ تیمیہ ؒ کی بھی ہیں لیکن اِن کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ حضرت علی ؓ کو وہ خلیفۂ رابع نہیں جانتے اور باغیوں سے قتال میں خلیفہ کا قصور نہیں ہوتا۔ اِس کا بار عباسی صاحب کو چاہیے تھا کہ مخالفینِ حضرت علیؓ پر ڈالتے نہ کہ خلیفۂ وقت حضرت علیؓ پر۔ لیکن وہ خارجیت کی وجہ سے حضرت علیؓ ہی پر یہ بار ڈال رہے ہیں۔

عباسی صاحب نے ابنِ تیمیہؒ کی عبارت بھی اِسی طرح کی ایک مناظرانہ تحریر میں سے کاٹ کر لکھ دی ہے۔ مکمل عبارت یہ ہے جو تحریری مناظرانہ اَنداز میں ہے :

فَاِنْ قَالَ اَرَدْتُّ اِنَّ اَھْلَ السُّنَّةِ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ خِلَافَتَہٗ انْعَقَدَتْ بِمُبَایَعَةِ الْخَلْقِ لَہٗ لَا بِالنَّصِّ فَلَارَیْبَ اَنَّ اَھْلَ السُّنَّةِ وَاِنْ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ اِنَّ النَّصَّ عَلٰی اَنَّ عَلِیًّا مِّنَ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً فَھُمْ یَرْوُوْنَ النُّصُوْصَ الْکَثِیْرَةَ فِیْ صِحَّةِ خِلَافَةِ غَیْرِہٖ وَھٰذَا اَمْرٌ مَّعْلُوْمٌ عِنْدَ اَھْلِ الْحَدِیْثِ یَرْوُوْنَ فِیْ صِحَّةِ خِلَافَةِ الثَّلَاثَةِ نُصُوْصًا کَثِیْرَةً بِخِلَافِ خِلَافَةِ عَلِیٍّ فَاِنَّ نُصُوْصَھَا قَلِیْلَةٌ فَاِنَّ الثَّلَاثَةَ اجْتَمَعَتِ الْاُمَّةُ عَلَیْھِمْ فَحَصَلَ بِھِمْ مَقْصُوْدُ الْاِمَامَةِ وَقُوْتِلَ بِھِمُ الْکُفَّارُ وَفُتِحَتْ بِھِمُ الْاَمْصَارُ وَخِلَافَةُ عَلِیٍّ لَمْ یُقَاتَلْ فِیْھَا کَافِرٌ وَلَا فُتِحَ مِصْرٌ وَاِنَّمَا کَانَ السَّیْفُ بَیْنَ اَھْلِ الْقِبْلَةِ. (منہاج السنة ج ا ص ۱۴۵)

''وہ اِس رافضی کو جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ اہلِ سنت اگرچہ اِس بات کو مانتے ہیں کہ اِس بات پر نص (حدیث کی دلیل) موجود ہے کہ حضرت علیؓ خلفاء راشدین میں ہیں کیونکہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے خلافتِ نبوت تیس سال ہوگی۔ تو اہلِ سنت تو حضرت علیؓ کے سواء دیگر خلفاء (حضرت

ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم) کی خلافت کے بارے میں بہت سی نُصوص پیش کرتے ہیں اور یہ وہ چیز ہے جو سب محدثین جانتے ہیں بخلاف حضرت علیؓ کی خلافت کے کہ اِن کی خلافت کی نُصوص تھوڑی ہیں۔ تینوں حضراتِ خلفاء پر اُمت کا اتفاق ہو گیا تھا تو مقصودِ امامت حاصل ہوا، کافروں سے جہاد کیا گیا، شہر فتح ہوئے اور حضرت علیؓ کے دَورِ خلافت میں کسی کافر سے جہاد ہوا نہ کوئی شہر فتح ہوا، تلوار اہل قبلہ میں چلتی رہی۔''

عباسی صاحب نے عبارت کا وہ حصہ حذف کر دیا جس میں خلافت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے نص سے ثبوت کا ذکر تھا۔ اِس کا آخری حصہ فَاِنَّ الثَّلَاثَۃَ کا ٹکرا لے لیا۔

حالانکہ عباسی صاحب نے تاریخ کا مطالعہ کیا ہوگا۔ اُس میں موجود ہے کہ ضرورت پڑنے پر حضرت علیؓ نے کفار کے مقابلہ میں لشکر بھیجا ہے۔ اُس دَور میں وہ اِس سے بھی غافل یا قاصر نہیں رہے۔ (جاری ہے)

سلسلہ نمبر۲۸ قسط : ۲ ، آخری

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تا کہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔(ادارہ)

منہاج السنۃ اِزالۃ الخفاء اور عباسی صاحب کی خیانتیں

۳۷ھ میں صفین کے بعد :

بَعَثَ عَلِیٌّ جَعْدَةَ بْنَ هُبَيْرَةَ الْمَخْزُوْمِیَّ اِلٰی خُرَاسَانَ بَعْدَ عَوْدِہٖ مِنْ صِفِّيْنَ فَانْتَهٰی اِلٰی نِيْسَابُوْرَ وَقَدْ كَفَرُوْا وَامْتَنَعُوْا فَرَجَعَ اِلٰی عَلِیٍّ فَبَعَثَ خُلَيْدَ بْنَ قُرَّةَ الْيَرْبُوْعِیَّ فَحَاصَرَ اَهْلَهَا حَتّٰی صَالَحُوْهُ وَصَالَحَهٗ اَهْلُ مَرْوٍ .

(الکامل فی التاریخ لابن الاثیرؒ ج ۳ ص ۳۲۶)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جعدہ بن ہبیرہ مخزومی کو خراسان روانہ کیا جب آپ صفین سے واپس آئے۔ نیشاپور پہنچے آبادی کے کچھ لوگ پھر کر کافر ہو گئے تھے جن سے مصالحت تھی اور قلعہ بند ہو گئے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر جعدہ حضرت علیؓ کے پاس لوٹ آئے۔ پھر آپ نے خُلَید کو لشکر کشی کے لیے بھیجا۔ اُنہوں نے اِس علاقہ کے لوگوں کا محاصرہ کر لیا حتی کہ اُنہوں نے بھی صلح کی اور اہل مرو نے بھی صلح کی۔

اِن حضرات کی تحریرات سے یہ سمجھ لینا کہ کفار سے قطعًا جہاد ہی نہیں ہوا یہ غلط ہے۔ اِن کی کتابیں صرف مصلحتًا ایسی لکھی گئی تھیں کیونکہ مخاطب شیعہ تھے اور اِن کے فتنوں کا سد باب پیش نظر تھا۔

عبد الرحمٰن بن حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، عبیدۃ السلمانی اور ربیع بن خُثیم اور اِن کے ساتھیوں

نے جن کی تعداد چار سو کے لگ بھگ تھی اور یہ سب قاری تھے، حضرت علیؓ سے عرض کیا۔ اے امیر المؤمنین باوصف اِس کے کہ ہم آپ کی فضیلت کے قائل ہیں، ہمارے نزدیک اِس جنگ کا معاملہ مشکوک ہے۔ آخر آپ کو اور دیگر مسلمانوں کو اِن لوگوں کی بھی ضرورت ہے جو مشرکین کے خلاف نبرد آزما ہوں، لہٰذا آپ ہمیں مشرکین کی کسی سرحد پر متعین کردیں کہ ہم وہاں کے ساکنوں کے خلاف صف آراء ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اِنہیں **قَزْوِیْن** اور **رَی** کی سرحد پر متعین کرکے **ربیع بن خُثیم** کو اِن کا امیر مقرر کیا اور ایک جھنڈا اِن کے سپرد کردیا۔ یہ پہلا جھنڈا ہے جو کوفے میں کسی کے سپرد کیا گیا۔ **(الاخبار الطوال للدینوری ص ۳۱۲)**

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خُلید کو خراسان بھیجا وہ روانہ ہوگئے حتّٰی کہ جب وہ نیشاپور کے قریب پہنچے تو اِنہیں خبر ملی کہ خراسان کے باشندے کافر ہوگئے اور اِطاعت سے پھر گئے ہیں اور اُن کے پاس کابل سے کسریٰ کے افسران وعہدہ داران آگئے ہیں۔ خُلَید نے اہلِ نیشاپور سے جہاد کیا وہ شکست کھا کر بھاگ گئے۔ خُلید نے اہلِ نیشاپور کا محاصرہ کرلیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس فتح کی خوشخبری اور قیدی بھیجے، پھر (محل میں) کسریٰ کی بیٹیوں پر حملہ کا اِرادہ کیا۔ اُنہوں نے اَمان چاہی (یہ دو لڑکیاں تھیں) اِنہیں اَمان دے دی گئی۔ خُلید نے اِنہیں بغیر قیدی بنائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا، آپ نے اِنہیں اختیار دیا کہ جہاں قیام کرنا پسند کریں وہاں ٹھہریں۔ اِنہیں ٹھہرانے کی ذمہ داری نرسا نے لی، وہ اِس کے یہاں قیام پذیر ہوگئیں۔ **(وقعة صفين ص ۱۵)**

چونکہ عباسی صاحب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ رابع نہیں ماننا چاہتے، اپنی تحریرات میں ابن تیمیہ اور حضرت شاہ ولی اللہ کی تحریرات کی آمیزش کرکے اپنے مدعٰی کی طرف ذہن لے جانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اِن کا خلیفہ برحق ہونا ابنِ تیمیہ اور شاہ ولی اللہ دونوں ہی تسلیم کرتے ہیں۔ اُمت کے ائمہ عظام امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور عقائدِ اہلِ سنت کے دونوں طبقے ماتریدیہ اور اَشاعرہ سب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ رابع اور اِن کے مخالف کو باغی مانتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو سلوک اپنے مدمقابل لوگوں سے کیا اِس سے سب ائمہ نے باغیوں کے اَحکام ترتیب دیے ہیں، وغیرہ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پوری حدودِ اسلامیہ میں نافذ نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اہلِ شام

نے اِطاعت قبول نہیں کی۔ وہاں اِن کے احکام جاری نہیں ہوئے مگر اہلِ شام کا اِطاعت قبول نہ کرنا دُرست نہیں تھا۔ وہ جو باتیں پیش کرتے تھے وہ مرجوح (کم وزن کی) تھیں اِس لیے اِنہیں باغی کہا گیا۔ اگر وہ بھی اِطاعت قبول کر لیتے تو نقشہ اور ہوتا اور یہ مُفسد قبائل کے سرغنے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر مدینہ شریف چڑھائی کر کے آئے تھے ناکام ہو جاتے۔ اِس صورت میں حضرت معاویہ ؓ خود حضرت علیؓ کے معاون ہوتے اور مشیر۔ لیکن اُنہوں نے دُوسرا راستہ اختیار کیا جس کے بعد جنگ کے سوا کوئی صورت نہیں رہی، اور اِس کی ذمہ داری دُوسرے محاربین پر ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ پر نہیں کیونکہ بلاشبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت صحیح منعقد ہوئی تھی۔ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، اَشاعرہ اور ماتریدیہ سب یہی کہتے ہیں کہ آپ کی خلافت دُرست تھی۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ بحوالہ نووی تحریر فرماتے ہیں :

وَاَمَّا عَلِیٌّ فَخِلَافَتُہٗ صَحِیْحَۃٌ بِالْاِجْمَاعِ وَکَانَ ھُوَ الْخَلِیْفَۃُ فِیْ وَقْتِہٖ وَلَاخِلَافَۃَ لِغَیْرِہٖ . (قُرۃ العینین ص ۱۴۴)

اور حضرت علیؓ، تو اِن کی خلافت بالاجماع صحیح ہے۔ اپنے وقت میں صرف وہی خلیفہ تھے اور اِن کے علاوہ کسی کی کوئی خلافت نہ تھی۔

اور ابنِ تیمیہ ؒ متبعینِ ائمہ اربعہ ؒ کا مسلک بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

وَطَائِفَۃٌ رَابِعَۃٌ تَجْعَلُ عَلِیًّا ھُوَ الْاِمَامَ وَکَانَ مُجْتَھِدًا مُّصِیْبًا فِی الْقِتَالِ وَمَنْ قَاتَلَہٗ کَانُوْا مُجْتَھِدِیْنَ مُخْطِئِیْنَ وَھٰذَا قَوْلُ کَثِیْرٍ مِّنْ اَھْلِ الْکَلَامِ وَالرَّأْیِ مِنْ اَصْحَابِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَمَالِکٍ وَ الشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَغَیْرِھِمْ .

(منھاج السنۃ ج ۱ ص ۱۴۴)

وَاحْتَجَّ اَحْمَدُ وَغَیْرُہٗ عَلٰی خِلَافَۃِ عَلِیٍّ بِحَدِیْثِ سَفِیْنَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَکُوْنُ خِلَافَۃُ النُّبُوَّۃِ ثَلَاثِیْنَ سَنَۃً ثُمَّ تَصِیرُ مُلْکًا.وَھٰذَا الْحَدِیْثُ قَدْرَوَاہُ اَھْلُ السُّنَنِ کَاَبِیْ دَاوٗدَ وَغَیْرِہٖ . (منھاج السنۃ ج ۱ ص ۱۴۴)

اور علماء کی چوتھی جماعت حضرت علیؓ ہی کو امام قرار دیتی ہے اور وہ لڑائی میں مجتہد مصیب

تھے اور جنہوں نے اِن سے جنگ کی ہے وہ مجتہد مخطی تھے اور یہ بہت سے اہلِ کلام اور اہلِ رائے کا قول ہے۔ امامِ اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم کے شاگردوں کا اور دُوسروں کا بھی۔ (منہاج السنۃ ج ۱ ص ۱۴۴)

امام احمدؒ وغیرہ نے حضرت علیؓ کی خلافت پر حضرت سفینہؓ کی حدیث سے استدلال فرمایا ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ خلافتِ نبوت تیس سال رہے گی پھر بادشاہی حکومت ہو جائے گی اور یہ حدیث ابوداؤد وغیرہ اصحابِ سُنن نے روایت کی ہے۔ (منہاج السنۃ ج ۱ ص ۱۴۴)

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ عَلِيٌّ هُوَ الْمُصِيْبُ وَحْدَهٗ وَمُعَاوِيَةُ مُجْتَهِدٌ مُّخْطِىءٌ كَمَا يَقُوْلُ ذٰلِكَ طَوَائِفُ مِنْ اَهْلِ الْكَلَامِ وَالْفُقَهَآءِ اَهْلِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ .

(منهاج السنة ج۲ ص ۲۱۹)

اور اِن ہی میں وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ فقط حضرت علیؓ ہی مصیب (صحیح راہ پر) تھے اور حضرت معاویہؓ مجتہد مخطی تھے جیسے کہ اہلِ کلام (اہلِ عقائد) کے بہت سے طبقے اور مذاہبِ اربعہ (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) کے فقہاء کہتے ہیں۔

آپ نے غور کیا ہوگا کہ ابنِ تیمیہؒ خلافتِ علی رضی اللہ عنہ کو منصوص مانتے ہیں اور یہ بتلا رہے ہیں کہ ہر چہار مذہب کے فقہاء بھی یہی مانتے ہیں۔ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ .

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اِمارت خلافت علیٰ منہاج النبوۃ اور بادشاہت کے درمیانی طرز کی تھی۔ خلفاء اربعہ کی حیات میں رُخصت پر عمل نہیں ملتا، وہ عزیمت پر عمل پیرا رہے ہیں۔ اِس پر آئندہ آنے والے اَدوار میں عمل کرنا ہر کسی کے بس کا نہیں تھا سوائے حضرت ابنِ زبیر اور حضرت عمر بن عبد العزیز کے اور مثال نہیں ملتی کہ اِس طرز پر رہا ہو۔ حضرت معاویہ صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اِنہیں بعد کے اَدوار کے لیے مثال بنا دیا کہ اِس پر چل سکیں اور ہدایت پر بھی رہیں۔ خیر القرون گزر رہا تھا، بعد کے دَور آنے والے تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے طبرانی اور ابنِ عساکر کے حوالہ سے اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ اور

اُم المؤمنین اُم حبیبہؓ (ہمشیرہ حضرت معاویہؓ) کی روایت دی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت معاویہؓ کو اِنہیں ملنے والی اِمارت کی اطلاع دی تو حضرت اُم حبیبہؓ نے دریافت کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو یہ دیں گے۔ تو

قَالَ نَعَمْ وَفِیْهَا هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ وَهَنَاتٌ . (ازالۃ الخفاء ج۲ ص ۲۷۸)

آپ نے اِرشاد فرمایا ہاں اور اُس میں کمزوریاں ہوں گی، کمزوریاں ہوں گی، کمزوریاں ہوں گی۔

کمزوریاں یہی تھیں کہ وہ رُخصتوں پر عمل پیرا رہے۔

یہ کمزوریاں قابلِ عفو تھیں، رسول اللہ ﷺ نے دُعاء فرمائی :

اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَمَكِّنْ لَهٗ فِی الْبِلَادِ وَقِهِ الْعَذَابَ . (ازالۃ الخفاء ج۲ ص ۲۷۸)

خداوندا اِنہیں اپنی کتاب کا علم دے، اِن کی حکومت شہروں میں جمادے اور اِنہیں عذاب سے بچائے رکھ۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ازالۃ الخفاء میں تحریر فرمایا ہے :

باز اَز استقلالِ معاویہ بپادشاہی خبرداد۔ (ازالۃ الخفاء ج۲ ص ۲۷۷)

پھر جنابِ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہت کی خبر دی۔

لیکن یہ بادشاہت مذموم نہیں ہے کیونکہ یہ خلافت اور بادشاہت کے درمیان اِسلامی طریقہ پر اِمارت تھی۔ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا تھا اور پسند فرمایا تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو طرزِ حکومت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اِختیار فرمایا اُسے دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ناگواری کا اِظہار فرمایا تو حضرت معاویہؓ نے اِس کی بہت معقول وجہ بتلائی، اِس پر اُنہوں نے بھی اِسے مان لیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دَور میں بھی وہ اِسی طرح رہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے جنابِ رسول اللہ ﷺ اپنی رضاعی رشتہ سے خالہ اُم حرام بنتِ ملحان رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف فرماتے تھے۔ اُنہوں نے کھانا

پیش کیا پھر آپ کا سر مبارک دیکھنے لگیں (آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ بخاری ص ۴۰۳) آپ کو نیند آ گئی اور ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ عرض کیا کس وجہ سے ہنس رہے ہیں؟ اِرشاد فرمایا میری اُمت کے لوگ مجھے دیکھائے گئے خدا کی راہ میں جہاد کے لیے جارہے ہیں، اُس سمندر کی پوری گہرائی میں جو تخت نشین بادشاہوں کی طرح ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میرے لیے دُعاء فرمادیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اُن میں شامل فرمادے۔ آپ نے اِن کے لیے دُعاء فرمادی۔ پھر آپ نے سر مبارک رکھا، پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ میں نے عرض کیا کس لیے ہنس رہے ہیں؟ جواب میں وہی جملے اِرشاد فرمائے جو پہلے اِرشاد فرمائے تھے۔ وہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا اے رسولِ خدا! میرے لیے دُعاء فرمادیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اُن میں کردے۔ اِرشاد فرمایا تم پہلے والے لوگوں میں ہو۔ اِنہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں (اُن کی اہلیہ بنتِ قرظہ، بخاری شریف ص ۴۰۳) کے ساتھ سمندری سفر جہاد کیا۔ جب خشکی پر اُتریں تو سواری سے گر گئیں اور وفات ہوگئی۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۳۹۱)

عباسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بدگمان کرنے کے لیے رَطب و یابس ہر قسم کے قصے اِس طرح لکھے گویا وہ مستند ترین ہیں اور تاریخ دانی کے باوجود اِنہوں نے ہر واقعہ کا رُخ موڑا ہے۔ اِسے حضرت علیؓ کے خلاف بنادیا ہے اور سیاق وسباق اپنی طرف سے لکھ کر کچھ کا کچھ بنادیا ہے۔ مثلاً وہ لکھتے ہیں :

اِس حقیقت سے اِنکار کا اِمکان نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سگے بڑے بھائی حضرت عقیل رضی اللہ عنہ جو بزرگِ خاندان تھے، وہ اپنے بھائی سے علیحدہ ہو کر اِن کے مدمقابل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے۔ (خلافتِ معاویہ ص ۵۹)

اِس سے پڑھنے والے پر وہی اثر مرتب ہوگا جو عباسی صاحب چاہتے ہیں اور جو مضمون اِنہوں نے آگے پیچھے (سیاق وسباق) بڑھایا ہے وہ ذہن کو ایسا جکڑے گا کہ پڑھنے والے کا خیال تحقیقِ حال کی طرف نہ جاسکے گا۔

واقعہ یہ تھا کہ حضرت عقیل بن ابی طالب مقروض ہوگئے۔ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کوفہ تشریف لائے۔ حضرت علیؓ نے اِنہیں احترام کے ساتھ ٹھہرایا۔ اپنے صاحبزادے حضرت حسنؓ کو حکم دیا، اُنہوں نے اِنہیں جوڑا پیش کیا کہ کپڑے تبدیل کرلیں۔ شام کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھ

کھانے پر بٹھایا۔ روٹی نمک اور دال آئی تو حضرت عقیلؓ نے دریافت کیا مَاھُوَ اِلَّا مَااَرٰی بس یہی ہے جو میں دیکھ رہا ہوں (یا اور کچھ بھی آئے گا) جواب دیا گیا کہ بس یہی ہے۔ فرمانے لگے کہ پھر میرا قرض اَدا کردو گے۔ دریافت کیا آپ کا قرض کتنا ہے؟ فرمایا : چالیس ہزار۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا میرے پاس تو نہیں ہیں لیکن آپ ٹھہریں حتّٰی کہ میرا وظیفہ آئے وہ چار ہزار ہوگا میں وہ آپ کو دے دُوں گا۔

حضرت عقیلؓ نے فرمایا: بُیُوْتُ الْمَالِ بِیَدِکَ وَاَنْتَ تَسُوْفُنِیْ بِعَطَائِکَ. تمام بیت المال تو تمہارے ہاتھ میں ہیں اور کہتے یہ ہو کہ عنقریب تمہارا وظیفہ آئے گا تو دو گے۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں آپ کو مسلمانوں کے مال دے دُوں حالانکہ اُنہوں نے مجھے امین بنا رکھا ہے۔ حضرت عقیلؓ نے فرمایا کہ اچھا پھر میں معاویہؓ کے پاس جاتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے جانے کی اِجازت دے دی، وہ حضرت معاویہؓ کے پاس چلے گئے۔

اُن کے پاس جانے کی وجہ بھی صاف تحریر ہے کہ وہ حضرت معاویہؓ کے سگے خالو تھے۔ فاطمہ بنت عتبة بن ربیعہ اِن کی اہلیہ تھیں۔ وَاِنَّمَا سَارَ اِلٰی مُعَاوِیَةَ لِاَنَّہٗ کَانَ زَوْجَ خَالَتِہٖ فَاطِمَةَ بِنْتِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِیْعَةَ. (اُسد الغابہ ج۳ ص ۴۲۳)

جب حضرت معاویہؓ کے پاس پہنچے تو حضرت معاویہؓ نے اِن سے پوچھا اے ابویزید آپ حضرت علیؓ اور اُن کے ساتھیوں کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہیں؟ اِنہوں نے جواب دیا :

کَاَنَّھُمْ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ اِلَّا اَنِّیْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْھِمْ وَکَاَنَّکَ وَاَصْحَابَکَ اَبُوْسُفْیَانَ وَاَصْحَابُہٗ اِلَّا اَنِّیْ لَمْ اَرَ اَبَاسُفْیَانَ فِیْکُمْ. (اُسد الغابہ ج ۳ ص ۴۲۳)

گویا وہ جنابِ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ہیں سوائے اِس کے کہ اُن میں میں نے جنابِ رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا اور تم اور تمہارے ساتھی گویا ابوسفیان اور اُن کے ساتھی ہو سوائے اِس کے کہ تم میں میں نے ابوسفیان کو نہیں دیکھا۔ (یعنی عمل میں عزیمت ورُخصت کا فرق نظر آرہا ہے)

اور ایسی حالت کیوں نہ ہوتی جبکہ حضرت علیؓ خود عشرہ مبشرہ میں تھے اور آپ کا ساتھ دینے والوں میں

دس بارہ اہلِ بدر تھے۔ حضرت علیؓ سے حضرت جعفرؓ دس سال بڑے تھے اور اِن سے حضرت عقیلؓ دس سال بڑے تھے۔ اِس طرح حضرت علیؓ سے حضرتِ عقیلؓ بیس سال بڑے تھے۔ اِس وقت اِن کی عمر اٹھتر سال کے قریب تھی۔ آنکھوں سے معذور ہو چلے تھے۔

ایک دفعہ حضرت معاویہؓ نے اِن کی موجودگی میں فرمایا: یہ ابو یزید ہیں اگر یہ نہ جانتے ہوتے کہ میں اِن کے لیے اِن کے بھائی سے بہتر ہوں تو یہ ہمارے پاس نہ ٹھہرے ہوتے اور بھائی کو نہ چھوڑا ہوتا۔ اِس کے جواب میں حضرت عقیلؓ نے فرمایا :

اَخِیْ خَیْرٌلِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَاَنْتَ خَیْرٌلِّیْ فِیْ دُنْیَایَ وَقَدْ اٰثَرْتُ دُنْیَایَ وَاَسْأَلُ اللّٰہَ تَعَالٰی خَاتِمَۃَ الْخَیْرِ . (استیعاب حرف العین ج۲ ص ۴۱۰ . اُسد الغابہ بحوالۂ مذکورہ)

میرا بھائی میرے لیے دین میں بہتر ہے اور تم میرے لیے میری دُنیا کے لیے بہتر ہو اور میں نے اپنی دُنیا کو ترجیح دی ہے اور اللہ تعالیٰ سے حسنِ خاتمہ کا سوال کرتا ہوں۔

اِس واقعہ میں اَز اوّل تا آخر حضرت علیؓ کی فضیلت ہی فضیلت ثابت ہوتی ہے لیکن چشمِ عباسی کا کیا علاج۔ عباسی نے تقسیمِ اَموال کا مذاق اُڑایا ہے۔ (خلافتِ معاویہ و یزید ص۵۹ و ص۶۰)

اِس سے پڑھنے والے کے ذہن پر وہ یہ اَثر ڈالنا چاہتے ہیں کہ بیت المال اُڑایا جا رہا تھا اور کرایہ کے سپاہی بھرتی کیے جا رہے تھے۔

کرایہ کے سپاہیوں کا جواب تو جا بجا آتا رہے گا اور اِس کا تجزیہ بھی ہوتا رہے گا کہ کرایہ کے سپاہی تھے یا کرایہ کے نہ تھے۔ البتہ اِجمالاً اِتنا دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ اِنہیں شکست کہیں نہیں ہوئی۔ جمل، صفین، نہروان ہر جگہ کامیاب رہے ہیں۔ میدانِ جنگ اِن کے ہاتھ رہا ہے۔ صفین میں اگر قرآنِ پاک بلند کر کے لڑائی نہ رُکوائی جاتی تو شامی بھی مکمل شکست کھا جاتے اور بغاوت کلیۃً ختم ہو جاتی۔

رہی دُوسری بات بیت المال اور تقسیمِ اَموال کی تو اِس کا کچھ حال تو آپ نے حضرت عقیلؓ کے قصہ میں پڑھا۔ مزید حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں : کَانَ عَلِیٌّ یَسِیْرُ فِی الْفَیْءِ بِسِیْرَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا. (ازالۃ الخفاء ج۲ ص ۲۶۶) حضرت علیؓ مالِ فیئے میں حضرت ابوبکر

رضی اللہ عنہ کا طریقہ اِختیار فرماتے تھے۔

عباسی صاحب مسائل سے واقف نہ تھے اور تاریخ کے مطالعہ کے باوجود قطع و برید کے عادی ہیں ورنہ وہ ایسی باتیں نہ لکھتے۔ جب حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے بصرہ فتح کیا اور بیت المال میں داخل ہوئے تو اِنہوں نے بھی اپنے ساتھیوں کو مال عنایت فرمایا تھا۔ مسائل سے جاہل کو خبر نہیں ہوتی کہ اِس نے کیا لکھ دیا ہے، خصوصًا اگر گمراہ بھی ہو۔

عباسی نے اِزالۃ الخفاء کا ایک اور حوالہ دیا ہے :

ہر روز دائرہ سلطنت تنگ تر می شد تا آنکہ درآخر ایام بجز کوفہ و ماحولِ آں محلِ حکومت نماند۔

(خلافتِ معاویہ ص۵۶)

ہر روز اِن کی سلطنت کا دائرہ تنگ سے تنگ ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ آخر ایام میں سوائے کوفہ اور اِس کے آس پاس اِن کی حکومت کا ٹھکانا نہ رہا۔

یہ بات شیعوں کے مقابل گفتگو کی قسم سے ہے ورنہ اُن دنوں صورتِ حال یہ تھی کہ حجاز اور یمن میں اَفواج برائے نام تھیں۔ حضرت معاویہؓ کی طرف سے بسر بن ارطاۃ ایک چھوٹا لشکر لے کر یمن گیا۔ وہاں حضرت علیؓ کے طرف داروں کا خون خرابہ کیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے دو پوتوں کو جو بہت چھوٹے چھوٹے بچے تھے مار دیا۔ پھر حجاز کی طرف رُخ کیا، مکہ مکرمہ پہنچا۔

اُنہوں نے ایک دستہ اور روانہ کیا جو بصرہ پہنچ گیا، وہاں قبضہ کرلیا۔ حضرت معاویہؓ نے یہ دو کارروائیاں کیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جاریہ بن قدامہ کو بھیجا۔ اِنہوں نے بصرہ پر حضرت معاویہؓ کے آدمیوں کو جو قابض تھے مار بھگایا، جو نہ بھاگے اُنہیں مار ڈالا۔ پھر وہ بُسر کے پیچھے روانہ ہوئے، بُسر حرمین سے جا چکے تھے۔ وہاں اور یمن کے علاقہ پر بھی قبضہ حضرت علیؓ ہی کا رہا تھا۔ جاریہ ابھی حرمین ہی میں تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوگئی۔

پھر جب لوگوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ہی خلیفہ مان لیا تو آپ نے لشکر جمع کیا اور حضرت معاویہؓ پر فوج کشی کے لیے روانہ ہوئے۔ بخاری شریف میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے :

خدا کی قسم حضرت حسن بن علیؓ حضرت معاویہؓ کے مقابلہ میں پہاڑ جیسے لشکر لے کر سامنے آئے۔ تو عمرو بن العاصؓ نے کہا، میں ایسے لشکر دیکھ رہا ہوں کہ ایک دُوسرے سے اُس وقت تک نہ پیچھے ہٹیں گے جب تک کہ اپنے ہم پلّہ لوگوں کو نہ قتل کر ڈالیں۔ اِن سے حضرت معاویہؓ نے کہا اور خدا کی قسم وہ عمرو بن العاصؓ سے بہتر تھے۔ کہ اگر اُنہوں نے اِنہیں اور اِنہوں نے اُنہیں مار دیا تو اُن کے اور اِن کی عورتوں کے معاملات کون سنبھال سکے گا۔ کون اِن کے چھوٹے چھوٹے بچوں کی پرورش کر سکے گا۔ اِنَّ قَتَلَ هٰؤُلَآءِ هٰؤُلَآءِ وَهٰؤُلَآءِ هٰؤُلَآءِ مَنْ لِیْ بِاُمُوْرِ النَّاسِ مَنْ لِیْ بِنِسَآئِهِمْ مَنْ لِیْ بِضَیْعَتِهِمْ ۔ (بخاری شریف ج۱ ص ۳۷۲.۳۷۳)

سوال یہ ہے کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حکومت ''بجز کوفہ و ماحول آں'' تک ہی رہ گئی تھی تو اُن کا یہ اِتنا عظیم لشکر کہاں سے آ گیا جس کا جائزہ لینے کے بعد حضرت عمرو بن العاصؓ نے مذکورۂ بالا رائے دی اور حضرت نے اِس کثرت وقوت کو دیکھتے ہوئے مذکورۂ بالا جملے فرمائے۔ نیز حدیث شریف میں حضرت حسنؓ کی تعریف آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اِن کے ذریعہ یُصْلِحُ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عظیم قوت وسلطنت کے وقت وہ اِیثار فرمائیں گے اور صلح کر لیں گے۔ کوفہ اور ماحول میں حکومت رہ جانے کی بات غلط ہے صرف مناظرہ میں شیعوں سے کہی جائے تو الگ بات ہے۔

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جا رہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)